Al-Āfāq, Vol.: 01, Issue: 01, Jun-2021
PP: 1-8

OPEN ACCESS
Al-Āfāq
ISSN (P): 2789-3820
ISSN (O): 2789-3839

مسلم ممالک کو غیر مسلم ممالک سے درپیش خطرات کا تنقیدی جائزہ

Critical Review of Threats to Muslim Countries from Non-Muslim Countries

Hafiz Taj Deen
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
Government Graduate College, Mian Channu, Pakistan.
htd3030@gmail.com
****Muhammad Zaka Ullah***
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies,
University of Okara, Okara, Pakistan.

ABSTRACT

Today the situation seen in the realms of morality dogmas, economy and civilization in Muslim countries has raised the question mark is this, who is the responsible now for world conflict particularly between Muslims and Non-Muslims in such scenario. In fact, the interference of Non-Muslim countries in Muslim countries just seemingly to build in their agenda under different covers by defacing Islam using every possible tool to weaken the Muslim countries. So the writer wants to uncover the truth in this article how that mindset is working under different covers and the responsibilities of the Muslims.

Keywords: *Muslim, Non-Muslim, Countries, Interference, Mindset.*

تعارف:

عصر حاضر میں عالم اسلام میں اخلاق و ایمانیات معیشت و معاشرت اور تہذیب و ثقافت کے میدانوں میں جو صورت احوال نظر آ رہی ہے اسے دیکھ کر ہر صاحبِ بصیرت مسلمان سراپا استفسار بنا نظر آتا ہے ہر کسی کے لبوں پر ایک ہی سوال ہے کہ یہ جو سب کچھ ہمیں دکھائی دے رہا ہے، یہ کیا ہے؟ کیوں ہے؟ اس کے پس منظر میں کیا ہے؟ اور کن باتوں کا پیش خیمہ بننے کی طرف گامزن ہے؟ عالم اسلام کو لاحق خطرات مشکلات و مسائل کے اصل اسباب و عوامل کیا ہیں؟

یورپ نشاۃ ثانیہ کی بعد الحاد و قبولیت کو اختیار کر چکا ہے۔ وہ عیسائیت کو ترک کرکے انسانیت کو (Humanism) کو بطور مذہب رواج دے رہا ہے۔ عدم تعصب اور رواداری اور فرد افروزی و حکمت آموزی کی اقدارِ حیات پر وہ ایمان کی حد تک یقین لا چکا ہے۔ سائنس نے اسے سائنسی رویے اپنانے کی عقلی تربیت دے دی ہے۔ ایسے حالات میں موجودہ کشمکش کی ذمہ داری عالمی سطح پر کس پر عائد ہوتی ہے۔

CC BY

یورپ میں نشاۃ ثانیہ کے نتیجہ میں صنعتی انقلاب بھی پیدا ہوئے، انقلاب فرانس کا بھی غلغلہ بلند ہوا، جرمنی میں اصلاحِ کلیسائی کی تحریک بھی برپا ہوئی، انقلابِ روس بھی بادو باراں کی عالم انسانیت کے افق پر ابھرا، لیکن جلد ہی دوبارہ اپنے اسلاف کے زمرہ میں شامل ہو گیا۔ یورپ کی فاتح اقوام اسلام کے جس خطہ میں بھی غالب آئیں انہوں نے عفو درگزر کی بجائے انتقام اور صرف انتقام کی پالیسی کو اپنا نصب العین بنائے رکھا۔ عداوت و عناد کے منفی جذبات نے انہیں اپنے شکنجے میں جکڑ رکھا ہے۔ اسکا اصل سبب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یورپ نے ماضی میں عالمِ اسلام کے خلاف جو جنگیں لڑی تھیں اور جس طرح ان جنگوں میں یورپ کی مذہبی پیشوایت نے یورپی انسان کے قلب و نظر میں جنگجویانہ صلیبی ذہنیت کو راسخ کر دیا ہے۔ اس سلبی ذہنیت کے حوالے سے مسائل و معاملات کا حل تلاش کرنے میں مصروف ہے۔ آج امریکہ جیسا ملک بھی جو آزادی و حریت کے دعوے کرتا ہے اسی صلیبی ذہنیت کے آہنی شکنجے میں گرفتار ہے۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق دنیا میں جتنے بھی غیر مسلم ممالک ہیں سبھی کسی نہ کسی طرح مسلم ممالک کو اپنے لیے خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ ان کی کجی (ٹیڑھا پن) ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور حیلوں بہانوں سے مسلم ممالک کے لیے نئے سے نئے خطرات و مسائل پیدا کرنے کی کوشش میں مصروف نظر آتے ہیں۔ غیر مسلم ممالک کی مداخلت کا مقصد مسلم ممالک میں اپنے مذموم مقاصد کی آبیاری کرنا ہے۔

غیر مسلم ممالک کی ترجیحات:

1۔ قرآن پاک کا خاتمہ

2۔ اسلامی حکومت کا خاتمہ

3۔ مسلمانوں کے اندر اخلاقی، نفسیاتی اور ذہنی و اخلاقی حوالوں سے فساد و بگاڑ پیدا کرنا

4۔ مسلمانوں کی وحدت اور ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا

5۔ مسلمانوں کے اندر دین اسلام کے حوالے سے شکوک و شبہات پیدا کرنا

6۔ عربوں کو سیاسی و حکومتی حوالے سے کمزور و پامال رکھنا

7۔ مسلمانوں کو صنعتی لحاظ سے محکوم و محتاج بنائے رکھنا

8۔ عالمِ اسلام کے اندر عوامیت اور عوامی جمہوریت اور فلاحی ریاست قائم نہ ہونے دینا

9۔ عالمِ اسلام میں بااخلاص و باوفا صاحبانِ شعور وادراک کے حصول میں کامیاب نہ ہونے دینا

10- مسلم ممالک کے عالمِ نسواں میں بے راہ روی اور انحراف کو فروغ دینا

11۔ مسلم ممالک کی یونیورسٹیوں اور دیگر تعلیمی اداروں سے الحاد و بربریت اور دین سے بیزاری کے رجحانات کی یلغار کرنا

12۔ تعلیم کے میدان میں طبقہ واریت کا زہر پھیلانا

13۔ ملی وحدت ہی نہیں ریاستوں کے اندر قومی وحدت کے شیرازہ کو بھی مفلوج اور پارہ پارہ کرنا شامل ہے۔

مذکورہ ترجیحات اسلامی تہذیب و ثقافت کی روح کو بالکل ختم کرنے میں بڑے موثر طریقے ثابت ہو سکتے ہیں۔[1]

غیر مسلم ممالک کی مداخلت سے مسلمان ممالک میں جن مقاصد کا حصول پیش نظر ہے ان کے پیچھے یورپی قائدین، مفکرین، مبصرین اور مستشرکین کی ایک جماعت کھڑی ہے۔

برطانیہ کے سر ونسٹنٹ چرچل کے تاثرات ان الفاظ میں ملتے ہیں؛

"بیت المقدس کو اسلام اور مسلمانوں کے غلبے سے رہائی دلانا ہم مسیحی اور یہودی دونوں کے لیے مشترکہ خواب یا نصب العین تھا۔"[2]

مسٹر پیٹر سن سمتھ اپنی کتاب "مسیح کی زندگی" میں لکھتا ہے۔

"بیشک مسٹر لینی نے جنگ عظیم اول کے دوران بیت المقدس پر جو حملہ کیا تھا وہ دراصل صلیبی جنگوں کا آٹھواں اور آخری حملہ تھا۔"[3]

فرانسیسی وزیر خارجہ نے اس طرح کہا؛

"یہ معرکہ نہیں رہے گا کیونکہ یہ معرکہ فرانس اور مراکش کے مابین نہیں لڑا جارہا بلکہ یہ حلال اور صلیب کے مابین برپا شدہ معرکہ ہے جسے اس کے منطقی انجام پر جا کر ہی ختم ہونا چاہیے۔"[4]

مشہور زمانہ مستشرق گارڈنر یوں رقمطراز ہے:

"صلیبی جنگوں کا اصل مقصد صرف بیت المقدس کو آزاد کرانا نہ تھا بلکہ ان کا اصل مقصد تو اسلام کو تباہ و برباد کرنا تھا۔"[5]

فرانسیسی وزیر نوآبادیات لاکوسٹ کی رائے میں؛

"اے میرے ہم وطنو! اگر قرآن ہم سے ہزار گنا زیادہ طاقتور اور جاندار ہو تو بھلا ہم فرانسیسی اس کا کیسے مقابلہ کر سکتے ہیں؟ اور کس طرح اس کو مسلمانوں کے قلوب واذہان سے نکال سکتے ہیں؟"[6]

"بیشک اسلامی اتحاد اور وحدت آج سوئی ہوئی ہے لیکن ہمیں اس امر کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ سویا ہوا انسان بیدار بھی ہو جایا کرتا ہے۔"[7]

برطانیہ کا بااثر وزیر اعظم گلیڈ سٹون کہتا ہے؛

"جب تک یہ قرآن مسلمانوں کے پاس رہے گا اس وقت تک یورپ کے لئے مشرق اور بالخصوص اسلامی مشرق پر اپنا قبضہ و تسلط برقرار رکھنا کسی طرح بھی ممکن نہیں حتی کہ جب تک یہ قرآن مسلمانوں کے قلوب واذہان پر حکمران رہے گا اس وقت تک یورپ مسلمانوں کی جانب سے خود اپنے وجود اور اپنے امن و سلامتی کے حوالے سے بھی اپنے آپ کو محفوظ نہیں رکھ سکتا۔"[8]

لارنس براؤن لکھتا ہے؛

"اسلام ہی وہ آہنی دیوار ہے جو کہ ہم یورپ والوں کے استعمار کے راستے میں بری طرح حائل ہے۔"[9]

ایک فرانسیسی گورنر الجزائر پر فرانس کے سو سالہ جشن پر اظہار کرتا ہے؛

"ہم الجزائر پر کبھی بھی اور کسی بھی صورت اپنے غلبے کو برقرار نہیں رکھ سکتے جب تک الجزائری مسلمان قرآن پاک پڑھتے رہیں گے اور عربی زبان بولتے رہیں گے لہٰذا ہمارے لئے واجب ہے کہ ہم ان کے دل و دماغ سے قرآن پاک کا وجود محو کر دیں اور عربی لغت کو ان کی زبان سے نکال باہر کریں۔"[10]

جس دن جمی کارٹر امریکہ کا صدر بننا اسی صبح کو اسحاق رابین نے جو بیان دیا اسے تمام اخباری ایجنسیوں نے بڑی شہ سرخیوں میں شائع کیا تھا؛

"یہودی قوم کی اصل مشکل یہ ہے کہ دین اسلام ابھی تک اپنی سرکشی اور وحشت و بربریت اور توسیع پسندانہ عزائم سے باز نہیں آیا اور وہ ہر طرح کا خطرہ مول لینے کے لیے ابھی تک تیار ہے ابھی شاید ہمیں وقت لگے ہمیں اس وقت کے لیے انتظار کرنا ہوگا شاید آگے چل کر کوئی ایسا وقت آ جائے کہ اسلام اپنے ہاتھ سے تلوار کو ترک کر دے۔"[11]

ایک صیہونی مصنف (ایرل بوغر) اپنی کتاب "العہد والسیف" جو کہ 1965ء میں چھپی تھی اس میں لکھتا ہے؛

"وہ بنیادی اصول یا اساس کہ جس پر پہلے دن سے اسرائیل کے وجود کا دارومدار ہے، وہ یہ ہے کہ عرب ایک نہ ایک دن اسرائیل کی ریاست کے ساتھ تعاون کرنے پر لازماً مجبور ہو جائیں گے لیکن اس تعاون کو ممکن بنانے کے لئے ان سب عناصر اور عوامل کا ختم کرنا واجب ہے جو عالم عربی میں اسرائیل کے خلاف دشمنی اور عداوت کے جذبات اور احساسات کی آبیاری کرتے ہیں۔ یہ وہ رجعت پسند عناصر ہیں جن کی نمائندگی دین اسلام کے علماء اور مشائخ کرتے ہیں۔[12]

ایک اور مبصر لکھتا ہے؛

"وہ قوت جو کہ اسلام میں پوشیدہ ہے دراصل وہ طاقت ہے جو کہ سرِ سکندری کے طور پر ایک ناقابل تسخیر دیوار کی حیثیت سے فروغ عیسائیت کے راستے میں حائل ہے اور یہی وہ قوت ہے جس نے بے شمار ممالک کو جو کل تک مسیحیت کے تحت تھے انہیں مسیحیت کی آغوش سے نکال کر اپنے اندر جذب کر کے اپنے ماتحت بنا رکھا ہے۔"[13]

اشیعا بومان نے اپنے مشہور مقولہ جو اس نے مجلۃ الاسلام الاسلامی البشریہ میں شائع کر دیا تھا؛

"اسطرح کا آج تک کوئی اتفاق نہیں ہوا کہ اسلام قبول کرنے والی کسی بھی قوم نے دوبارہ اپنے آپ کو حلقہ بگوش مسیحیت کر لیا ہو۔"[14]

روسیوں کا بھی یورپ والوں کی طرح یہ پختہ عقیدہ ہے کہ کمیونزم کے فروغ کے راستے میں حائل آہنی دیوار اسلام ہی ہے۔ اس لیے یہ شہادت ہی کافی ہے کہ ازبکستان کی اشتراکی پارٹی اپنا ایک روزنامہ "کیزریل ازبکستان" شائع کرتی ہے۔ اس روزنامے نے اپنے اداراتی صفحہ پر 22 مئی 1952ء کو اپنے ایڈیٹر کا جو اداریہ شائع کیا تھا اس میں مدیر موصوف یوں رقمطراز ہے؛

"اسلام کو نیست و نابود کئے بغیر کمیونزم کیلئے ازبکستان میں ہی نہیں بلکہ عالم اسلام میں کہیں بھی جڑیں پکڑنا ناممکنات میں سے ہے۔"[15]

روس کا سابق وزیر اعظم آنجہانی خدوشوف بیان کرتا ہے؛

"اسلام اپنی انقلابیت کا تحفظ کرتا رہے گا کیونکہ اسلام انقلابی عوام اور انقلابی اقوام کا دین ہے یہی وہ دین ہے کہ جسے یورپ کے جنگجویانہ صلیبی ذہنیت کے ہاتھوں جنگوں میں اور کٹھنائیوں کا آج تک مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے۔"[16]

ہفت روزہ نیویارک کے جان نیوہاؤس کے ایک اعلیٰ سفارت کار نے کہا؛

"تم سوچ نہیں سکتے کہ ہمارے مفادات سرب مفادات سے کتنے قریب ہیں۔ ہمیں سربوں کے بارے میں کوئی پریشانی نہیں مسلمانوں کے بارے میں ہے۔"[17]

بوسنیا کے سرب لیڈر کراڈرچ نے ایک انٹرویو میں کہا ہے؛

"ہمارا جنگی مقصد یورپ کو بوسنیا میں ایک مسلمان ریاست کے خطرے سے بچانا ہے ہمیں یقین ہے کہ کسی بھی مسلم ریاست کا یورپ میں وجود مسلمان دہشت گردی کا مرکز بنے گی۔"[18]

"بوسنیا یورپ میں ترک اور البانوی امپیریلزم کے لیے ایک پل ثابت ہوگا۔"[19]

سیکولرزم کا فلسفہ اپنی جگہ پر مصروف عمل ہے ان کے اس نظریے کی بدولت موجودہ دینوی زندگی اور اس کی بہتری اور خوشحالی ہی سب کچھ ہے۔ آخرت کی زندگی سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ اس نظریے کا مقصد کہ انسان کو ہر طرح کی مکمل آزادی ہونی چاہئے کہ وہ اس دنیا کی زندگی کے مسائل حل کر سکے اور اپنی مرضی اور خوشی سے جیسے چاہے جی سکے۔ اس نظریے کا خلافِ اسلام ہونا تین باتوں سے واضح ہے۔

1. سیکولر کے معنی دنیاوی امور کے ہیں۔
2. اختیار انسان کا ہے۔
3. اسلام میں اللہ کے حکم کا انکار ہدایت کے سارے پیکیج کا انکار ہے جیسے ایک نبی کا انکار سارے انبیاء کے انکار کے مترادف ہے۔[20]

غیر مسلم ممالک کے مجموعی مقاصد:

غیر مسلم ممالک مجموعی طور پر مسلم ممالک میں درج ذیل مقاصد کے پیشِ نظر فتح اور غلبہ پانے کی کوششوں میں مصروف ہیں؛[21]

1. مسلمان قائدین اور حکمرانوں کے مابین اختلافات و تفرقہ پیدا کرنا۔
2. عالم عرب اور دوسرے مسلمان ممالک کے اندر نیک و صالح قیادت اور حکمرانوں کے قیام کو ہر ممکن طریقے سے ناممکن العمل بنانے کے لیے ہر حیلہ اور ہر حربہ کو بروئے کار لانا ہے۔
3. مسلم ممالک میں قائم شدہ حکومتی نظاموں کو رشوت، تخریب کاری اور عورتوں کے ذریعے خراب اور تباہ و برباد کرتے چلے جانا تاکہ ان کی جڑوں کو کھوکھلا کر کے انجام کار انہیں زمین بوس کیا جا سکے۔
4. مسلم ممالک کی افواج میں نصب العین کے سلسلہ میں تذبذب کا شکار کرنا۔
5. عرب ممالک میں اختلاف و تفرقہ پیدا کر کے وحدت و اتحاد پیدا نہ ہونے دینا۔
6. عرب ممالک کے قرب و جوار میں ایک ایسی یورپی یا یورپ کی حلیف یا وفادار ریاست قائم کرنا جو جنوب میں غزہ کی پٹی تک پھیلی ہو۔

اللہ فرماتا ہے؛

وَأَطِيعُواْ اللّهَ وَرَسُولَهُ وَلاَ تَنَازَعُواْ فَتَفْشَلُواْ وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ[22]

اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور آپس میں جھگڑا نہ کرو، ورنہ تم کمزور پڑ جاؤ گے، اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی۔

اس آیۃ مبارکہ کے تحت مسلمانوں کے ہر طرح کے اختلافات اور تفرقہ کا خاتمہ مقصود ہے۔ اصل مقصود نیکی و تقوی ہے؛

كُنتُم خَيرَ أُمَّةٍ أُخرِجَت لِلنَّاسِ تَامُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَ تَنہَونَ عَنِ المُنكَرِ وَ تُؤمِنُونَ بِاللّٰہِ [23]

تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو، اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔

مسلم ممالک اپنی نااتفاقی کی بدولت پوری دنیا میں رسوا ہو رہے ہیں تمام قومیں مسلمانوں پر ٹوٹ پڑی ہیں عزت ناموس محفوظ نہیں املاک تباہ و برباد کی جارہی ہیں۔ بہت سارے ممالک میں مسلمانوں کو تہہ تیغ کیا جارہا ہے۔ چین کے صوبہ سنکیانگ (مشرقی ترکستان) میں مسلمانوں کے روزہ رکھنے پر پابندی لگادی گئی ہے۔ فرانس میں اسلامی پردہ پر پابندی ہے۔ برما، سنٹرل افریقہ اور دیگر بہت سارے اسلامی ممالک میں قتل و خون ریزی کا بازار گرم ہے۔ مسلم ممالک کو زندگی کے ہر شعبہ میں پست کرنے کی سازشیں عروج پر ہیں۔ ایسی صورتحال میں تمام اسلامی ممالک کو ایک ملک ہونا چاہیے۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانے میں تھا۔ لیکن موجودہ دور میں اس سیاسی اتفاق کا پایا جانا ایک خواب و خیال ہے۔ کم از کم مسلم ممالک خارجی امور پر ایک نکتہ نظر تو اپنا سکتے ہیں۔

یہود و نصاری کی سازشوں کے ذریعے اسلامی خلافت کا 1921ء میں خاتمہ کر دیا۔ جو ان کی بہت بڑی کامیابی تھی پھر مختلف اسلامی ممالک کو چھوٹے اور بڑے حصوں میں تقسیم کر دیا۔ سب سے واضح مثال 2011ء میں سوڈان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور ایک نیا عیسائی ملک جنوبی سوڈان کے نام سے قائم کر دیا۔ ملک شام کو چار ملکوں میں تقسیم کر دیا فلسطین، جارڈن، سوریا اور لبنان۔

برصغیر پاک و ہند کو ہندوستان اور پاکستان اور پھر بنگلہ دیش میں۔ ترکستان کو پہلے دو حصوں مشرقی اور مغربی ترکستان میں تقسیم کر دیا، مشرقی ترکستان پر چین نے قبضہ کرکے اس کا نام سنکیانگ رکھا ہوا ہے۔ مغربی ترکستان پر روس نے قبضہ کرکے اسے پانچ ملکوں ترکمانستان، تاجکستان، قزاقستان، ازبکستان اور قرغزستان میں تقسیم کر دیا۔ ابھی تک ان ریاستوں کو حقیقی آزادی نصیب نہیں ہوئی۔ پھر صومال کو جیبوتی اریئیریا اور موجودہ صومال کو تین حصوں میں تقسیم کرکے اس کے اہم حصہ اوجادین کو حبشہ کے حوالے کر دیا۔ انڈونیشیا اور ملائیشیا کو تقسیم کیا۔ اب ان کا ارادہ شام، عراق، پاکستان اور سعودی عرب کو مزید تقسیم کرکے اپنے مذموم مقاصد کو حاصل کرنا ہے۔

حاصل کلام

بنظر احسن اگر اس بات کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ پوری دنیا کے مسلم ممالک بدترین حالات سے دوچار ہیں۔ غیر مسلم ممالک سے بہت پیچھے ہوتے جارہے ہیں۔ مگر جب قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں تو حوصلہ ملتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے؛

تم بہترین امت ہو اللہ کا یہ دعوی محض نہیں بلکہ اللہ نے خَيْرَ أُمَّت کی علت اور اس کا سبب بھی بیان کیا ہے۔ اگر اللہ کی طرف سے بیان کردہ شرط امت میں باقی نہ ہوں تو یہ امت مقام خیریت پر کیسے رہ سکتی ہے؟

اللہ نے اپنے کلام میں بہترین ہونے کا راز یہ بیان کیا ہے "أُخرِجَت لِلنَّاسِ" یعنی یہ امت دوسروں کے فائدے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ اس امت پر یہ ذمہ داری ہے کہ تمام انسانیت کی فکر لے کر زندگی گزارے۔ یہ مختصر جملہ پوری زندگی، پوری انسانیت اور اس کی تمام تر ذمہ داری کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ تمام اقوام عالم کی کامیاب زندگی کا عظیم فریضہ اس امت کے حوالے کیا گیا ہے۔

مذکورہ آیات مبارکہ نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ پریشانی وزبوں حالی کے اسباب کو دیکھنا ہوگا۔

1. مسلمان لاشعوری اور غفلت کی زندگی گزار رہے ہیں جبکہ انہیں ذمہ داری کے ساتھ دنیا میں بھیجا گیا ہے مگر وہ اپنی ذمہ داری بھلا بیٹھے ہیں۔
2. مسلمان تعلیمی اور فنی میدان میں بہت پیچھے رہ گئے ہیں، اپنے آپ کو اس میدان میں مؤثر بنانا ہوگا۔
3. مسلمانوں کا دین اسلام سے رشتہ کمزور پڑ چکا ہے وہ دیگر غیر مسلم اقوام کی لادینی تہذیبوں میں فنا ہوتے جا رہے ہیں۔

مذکورہ اسباب کا سنجیدگی سے جائزہ لینا ہوگا پھر انشاء اللہ کامیابی وکامرانی ان کا مقدر ہوگی۔ زمین کی سربراہی اور دیگر اقوام کی قیادت و سیادت انہیں نصیب ہوگی۔ وہ ایک قائد امت بن کر دوبارہ ابھر سکیں گے اور پوری دنیا انہیں عزت واحترام سے دیکھے گی۔

@ 2021 by the author, this article is an open access article distributed Under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC-BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

مصادر ومراجع

[1] زویمر، سموئیل، الغارۃ علی العالم الاسلامی، ص82

[2] ماساۃ مراکش، ص310

[3] مجلۃ الطلیعۃ القاہریۃ شمارہ دسمبر 1966، ص84

[4] ماساۃ مراکش، ص310

[5] خالدی، مصطفی وفروح، عمر التبشیر والاستعمار فی البلاد العربیۃ، مکتبہ نور ص115

[6] جدیدۃ الایام شمارہ نمبر 778، مؤرخہ 06-12-1962

[7] بی، ثائن، الاسلام والعرب والمستقبل، ص73

[8] اسد، محمد، الاسلام علی مفترق الطرق دار العلم للملایین مکتبہ نور، 24 دسمبر 2019، ص29

[9] خالدی، مصطفیٰ وفروح، عمر التبشیر والاستعمار فی البلاد العربیۃ، مکتبہ نور ص184

[10] المنارہ، شمارہ1962-11-09

[11] مجلۃ المجتمع الکویتیہ 324، نمبر1976ء

[12] الامیری، بہاؤالدین، عمر، الاسلام فی المعترک الحضاری، ص28

[13] العقل، عبداللہ، (1918-1973) جذور البلاء، ناشر دارالارشاد سن اشاعت 1917، ص201

[14] خالدی، مصطفیٰ وفروح، عمر التبشیر والاستعمار فی البلاد العربیۃ، مکتبہ نور ص131

[15] مجلۃ النبا، العدد56، الاسلام والتنمیۃ الاقتصادیۃ

[16] القومیۃ والغزو الفکری، ص88

[17] روزنامہ نیویارک ٹائمز، 3جولائی1995ء

[18] روزنامہ نیویارک ٹائمز، 18جولائی1993ء

[19] روزنامہ واشنگٹن پوسٹ، 3جون، 1993ء

[20] صدیقی، عطاءاللہ، محمد، سیکولزم کا سرطان، درماہنامہ محدث لاہور، شمارہ جولائی-اگست، ستمبر2000، ص44

[21] آخر ساعۃ شہادۃ مراکش شمارہ2016، ص3-5

[22] القرآن، الانفال46

[23] القرآن: آل عمران110